چین و جپاں ہمارا ہندوستاں ہمارا .... مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا

سفرِ چین و جاپان......اور دار الحرب میں سود کا مسئلہ

ناگاتا شہر میں میلاد شریف کے ایک پروگرام کے دوران، ہماری ملاقات اسلامک سینٹر ناگاتا کے ڈائیریکٹر جناب امام عبدالمالک ایوائی سے ہوگئی ...... یہ پاکستان بھی جاتے آتے رہتے ہیں اور انہوں نے کچھ اسلامی علوم بھی حاصل کیے ہیں......

یہاں لوگوں نے بتایا کہ یہ ان چند جاپانیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور پھر اس کی تفہیم کی کوشش کی ہے......ایک روز ہم سیرت طیبہ کے ایک پروگرام میں تقریر کے لئے پہنچے جہاں مسلمانوں کی خاصی تعداد جمع تھی اور تمام مکاتب فکر کے لوگ ان میں شامل تھے، خطاب کے بعد ہم سے سوال کیا گیا کہ یہاں جاپان میں لوگ سود کو سود خیال نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ بلاد کفر ہے اور بلاد کفر میں سود کا لین دین جائز ہے......... آپ اس سلسلہ میں کچھ رہنمائی فرمائیں ......ہم نے کہا سود تو سود ہی ہے اور وہ حرام قطعی ہے یہ الگ بات ہے کہ بلاد کفر میں کفار کے ساتھ ہونے والے کاروبار میں جو اضافی رقم ملتی ہے وہ شرعاً سود بنتی ہی نہ ہو...... جیسا کہ اکابر فقہاء و علماء نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے...... تاہم دار الحرب میں مسلمان، مسلمان سے سودی لین دین نہیں کرسکتا...... اس جواب کے بعد ہم نے اس موقف پر جدید فقہی مباحث جلد دوم کا حوالہ دیا جو مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی مرتب کردہ ہے اور اس پر تقریظ مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی ہے......اس میں ایک مقالہ اسی موضوع پر ہے یعنی ......دار الحرب میں ربوا کی شرعی حیثیت......مگر سائل صاحب بگڑ گئے کہنے لگے آپ ایک قطعی حرام شئی کو جس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے جائز قرار دے رہے ہیں...... ہم نے کہا نہیں بھئی ہم حرام قطعی کو حلال قرار دینے والے کون ہوتے ہیں، سمجھنے کی کوشش کیجئے حربی کا مال مسلمان کے لئے بتصریح فقہاء مباح ہے معصوم نہیں، اور حربی کا مال زیادتی کے ساتھ قبول کرنا از روئے شرع سود کے زمرے میں آتا ہی نہیں .... حدیث کے مطابق حربی کے مال کی شرعی حیثیت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس پر سود کا اطلاق نہیں ہوگا...... کیونکہ وہ مال مباح ہے جو محل ربوا نہیں پس اس میں ربوا کی گنجائش نہیں......... حضور ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سود کی حرمت کے باوجود اہل مکہ (مشرکین) سے سودی نوعیت کا کاروبار کرتے تھے اسی طرح طائف کے بعض قبائل سے بھی ان کا سودی لین دین تھا......اور یہ دونوں جگہیں دار الحرب تھیں...... اور بھائی صاحب ہم نے تو کتاب کا حوالہ دیا ہے، انہوں نے کہا ہم یہ بات نہیں مانتے حوالہ آپ کو دکھانا ہوگا........ ہم نے

کہا آپ کتاب مہیا کریں ہم دکھا دیں گے' ہم تو مسافر ہیں سفر میں کتابیں ساتھ تو لئے نہیں پھرتے ...... مجمع عام میں اس گفتگو کے بعد کچھ لوگ ہمارے اور کچھ ان کے حامی ہو گئے ...... طے یہ پایا کہ کل ہم حوالہ مع کتاب پیش کریں گے ....

اب آپ اندازہ کیجئے کہ آدمی سفر میں ہو اور ہو بھی کسی دور دراز کے ملک میں جہاں کتاب ملتی نہ ہو' تو کیا صورت ہوگی .... مگر اللہ تعالی نے جو انسان کو دماغ عطا کیا ہے یہ بڑی ہی محیر العقول شئی ہے اس نے بڑی بڑی مشکلات آسان اور بڑے بڑے مسئلے حل کر دئے ہیں اب آپ دنیا کے کسی کونے میں ہوں' کتاب کا حوالہ اور صفحاتِ کتاب کا حاصل کرنا دشوار نہیں رہا ..... رات کو ہم نے راولپنڈی میں اپنے مخدوم و محترم دوست جناب مولانا محمد اسحاق ظفر صاحب کو فون کیا (جو آج کل جامعہ رضویہ ضیاء العلوم استاذ الحدیث ہیں) اور ان سے گزارش کی کہ وہ استاذ العلماء حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب سے مسئلہ بیان کر کے ان سے جواب و مشورہ لے کر آگاہ کریں' اور اپنی لائبریری سے مذکورہ بالا کتاب کے متعلقہ صفحات اسکین کر کے ای میل کرنے کی زحمت فرمائیں .... دوسری طرف سید عابد شاہ صاحب نے لاہور میں جناب مولانا عاکف قادری صاحب کو فون کیا اور ان سے کتاب مذکور کے صفحات اور اس موضوع پر دیگر کتب کے صفحات اسکین کر کے میل کرنے کی گزارش کی ..... الحمد للہ رات ہی رات میں ہمیں مطلوبہ صفحات مل گئے' شاہ صاحب قبلہ سے بوسیلہ مولانا محمد اسحاق ظفر ہماری فون پر بات بھی ہوگئی اور انہوں نے مفید مشاورت سے نوازا اور ڈھیروں دعائیں دیں .... موصولہ ای میل سے صفحات پرنٹ کر کے ہم نے ان کی پچاس کے قریب کاپیاں کر لیں اور صبح اسی مسجد میں انہی حضرت کو اور دیگر نمازیوں کو پہنچائیں تو سائل مذکور مطمئن ہونے کی بجائے مزید مشتعل ہو گئے کہ آپ ہمارے علماء کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ہماری کسی کتاب میں ایسا لکھا ہوا ہو ہی نہیں سکتا اور پیش کردہ صفحات کو جن کے ساتھ کتاب کا ٹائٹل بھی تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا .... انا للہ وانا الیہ راجعون .... مسلکی تعصب یہاں بھی ہے .....؟ اور اس قدر شدید ہے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے ..... اور یہ کہ مسلکی تعصب نے لوگوں کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے عالم کی کی تحریر و کتاب کو اور حوالہ کو ماننے سے یوں کھلے لفظوں انکار کر دے .... محض اس لئے کہ کہنے والا دوسرے مسلک سے تعلق رکھتا ہے .....؟

جبکہ جدید فقہی مباحث کی جلد دوم (جس کا ہم نے حوالہ دیا) میں درج ذیل عبارت موجود ہے .....:

لکھتے ہیں ..... بدائع الصنائع میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اگر مسلمان دار الحرب کا باشندہ ہے تو بھی اس کا حربی سے ربوی معاملہ کرنا جائز ہے **و کذلک لو کان اسیرا فی ایدیھم او سلم فی دار الحرب ولم یھاجر الینا فعاقد حربیا (جاز)** ..... اس پر مزید گفتگو کرتے ہوئے اسی

کتاب کے ایک مقالہ نگار مولانا اعجاز احمد اعظمی' لکھتے ہیں کہ..........

دارالحرب میں ربوا کی حلت کا کوئی مسئلہ نہیں ربوا خواہ کہیں ہو حرام ہے اور نص قطعی کی رو سے حرام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور نہ ہو سکتا ہے' کیونکہ نصوص صریحہ سے اس کی حرمت ثابت ہے اختلاف جو کچھ ہے اس میں ہے کہ ربوا کا مصداق کیا ہے؟ جو کچھ ربا کے دائرہ میں آئے گا وہ حرام ہے خواہ دارالاسلام میں ہو یا دارالحرب میں' اور جو ربا کے دائرہ سے خارج ہے اسے حرام کہنے کی کوئی وجہ نہیں الا یہ کہ کوئی اور وجہ حرمت کی پائی جائے.....شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے کسی نے سوال کیا کہ سود دادن بحربیان درست است یا نہ ! ....یعنی حربیوں سے سودی معاملہ کرنا اہل حرب کو سود دینا درست ہے یا نہیں..........تو انہوں نے جواباً فرمایا.........کتب فقہ کی عبارتیں عام واقع ہوئی ہیں دینے اور لینے دونوں کو شامل ہیں مثلاً..... **لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب** ......

......حاصلِ کلام یہ ہے کہ مسئلہ کی نوعیت یہ نہیں ہے کہ دارالحرب میں سود جائز ہے.....سود تو کسی حال میں جائز نہیں ہے.....اصل صورت حال یہ ہے کہ دارالحرب میں جو مال حربی سے لیا جاتا ہے اس پر شرعاً سود کا اطلاق ہوگا یا نہیں.....اور اس مسئلہ کا تعلق اجتہاد سے ہے.....نصوص قطعیہ میں اس کی تصریح نہیں ......حدیث مکحول اور حربی کے مال کی شرعی حیثیت سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس پر سود کا اطلاق نہیں ہوگا.....کیونکہ وہ مالِ مباح ہے جو محل ربوا نہیں پس اس میں ربوا کی گنجائش نہیں.........(جدید فقہی مباحث' جلد۲' مجاہدالاسلام قاسمی)

اعلی حضرت الشاہ احمد رضا خاں فقیہِ ہند نے ایک فتوی میں جو کہ فتاوی رضویہ کی جلد ۱۷ میں شامل ہے.....لکھا ہے کہ: سود نہ مسلمان سے جائز نہ ہندو سے لیکن جو کچھ دارالحرب میں حربی سے لیا جائے تو وہ مباح مال ہے سود نہیں.........(جلد ۱۷ص ۳۰۸) مزید ایک جگہ فرماتے ہیں اگرچہ ہمارے سابق کلام سے متبین ہوا کہ مسلم وحربی میں دارالحرب میں نفی ربا بر بنائے انتفائے عصمت ووجودِ اباحت ہے نہ کہ بر بنائے انتفائے شرفِ دار..........(ص ۳۱۶)

جو شخص دارالحرب میں اسلام لایا اور ہجرت نہ کی اس کا حکم حربی والا ہے یعنی مسلمان اس سے سود لے سکتا ہے۔ بخلاف صاحبین کے کیونکہ اس کا مال معصوم نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۷ص ۳۱۸).....

فتاوی یورپ میں مفتی عبدالواجد صاحب (ہالینڈی) نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ' مال ماتحت دم کے ہوتا ہے لہذا مسلمانوں کا مال معصوم ہے کیونکہ اس کا دم معصوم ہے اور یہاں کے بینکوں اور فنانس کمپنیوں اور غیر مسلموں کا مال' مالِ مباح ہے کیونکہ ان سب کا دم دمِ معصوم نہیں اور اصول یہ ہے کہ مالِ مباح ومعصوم کے لین دین میں جو کمی وبیشی ہو وہ عندالشرع ربوا (سودِ معروف) نہیں بلکہ

مباح ہے لقولہ علیہ الصلوۃ و السلام لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب.........(فتاوی یورپ ص ۴۶۲)

اہل سنت کا موقف تو واضح ہے کہ دارالحرب میں حربیوں سے زاید رقوم جو بظاہر سود محسوس ہوتی ہیں کا وصول کرنا جائز ہے کہ وہ سود نہیں مالِ مباح ہے......اہل تشیع کے ہاں بھی یہی موقف پایا جاتا ہے......چنانچہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم کے محققین نے لکھا ہے کہ:......مسلمان اور کافر حربی کے درمیان سود نہ ہونے کے اصل مسئلہ میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ صاحبِ جواہرالکلام کے مطابق اس مسئلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور مشہور ہے کہ کافروں سے صرف لینا جائز ہے جبکہ انہیں سود دینا جائز نہیں......(کتاب الربا......زہرا اکیڈمی کراچی......بحوالہ جواہرالکلام جلد ۲۳ ص ۳۸۲) جبکہ وسائل الشیعہ جلد ۱۲ ص ۴۳۶ حدیث ۲ کے الفاظ یوں ہیں.........قال رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :لیس بیننا وبین حربنا ربا' ناخذ منھم الف الف درھم بدرھم وناخذ منھم ولا نعطیھم.........یعنی حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ہمارے اور کفار حربی کے درمیان سود نہیں......ایک درہم کے عوض ہم ان سے ہزاروں درہم لیتے ہیں' ہم ان سے صرف لیتے ہیں دیتے نہیں ہیں......(وسائل الشیعہ جلد ۱۲ ص ۴۳۶)......

یہاں ہمیں اپنے ایک مفتی صاحب بہت یاد آئے جو ہمارے ساتھ نہایت شفیق ہیں اور باوجود علم وعمر میں بڑے ہونے کے دوستانہ تعلق رکھتے ہیں اور فقہ میں جن کا مطالعہ ودسترس مفتیانِ اعظم پاکستان ہونے کے دعویداروں سے بھی کہیں زیادہ ہے'......انہوں نے ایک بار اسی جزئیہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس اعتبار سے کہ مال حربی مباح ہے' جتنے غیر ملکی بینک حربی ممالک کے ہمارے ہاں موجود ہیں اور ان کے منابع دارالحرب میں ہیں ان کے ساتھ یہاں بھی سودی معاملہ سودی نہیں ہوگا......مالِ مباح کے زمرے میں آئے گا......اور لینا جائز ہوگا......یہ ان کا اجتہادی نکتہ نظر ہے.........

اس ساری گفتگو کا پس منظر وہی سوال ہے جو ہم سے جاپان میں کیا گیا' اور جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا.........یہاں سے ہم جاپان کے ایک اور شہر (جس کا نام مشکل ہونے کی وجہ سے ذہن میں محفوظ نہیں رہا) کی طرف روانہ ہوئے جو خاصے فاصلے پر تھا اور سردی بھی یہاں خوب تھی......اس پر مستزاد یہ کہ بائی روڈ ایک طویل سفر کر کے جونہی ہم مسجد میں پہنچے اعلان ہو گیا کہ حضرت فلاں صاحب مہمانِ خصوصی تشریف لے آئے ہیں اور اب فوراً ہی ان کا بیان شروع ہو جائے گا.........معلوم ہوا کہ یہاں لوگ عصر سے منتظر ہیں اور ہمیں پہنچتے پہنچتے عشاء ہو گئی ہے......ہوا در اصل یہ کہ ہمیں لے کر جانے والوں کو مسافت کا صحیح اندازہ نہ ہو سکا وہ دو گھنٹے کا سفر سمجھتے رہے اور یہ تھا تین سے بھی زیادہ کا.........دیر سے انتظار میں بیٹھے

ہوئے لوگوں کی حالت پر ترس آ رہا تھا اور ادھر ہمیں اپنی شکاگل سے مسلسل لاسلکی پیغامات آ رہے تھے کہ اب تو کوئی قادیان تلاش کرو تا کہ مشکل آسان ہو...... ہم نے یہاں موجود میز بانوں سے چند منٹس کی اجازت لی اور وضو تازہ کیا...... اور پھر نقاہت کے ازالہ کے لئے اللہ سے مدد مانگتے ہوئے بلا توقف بیان شروع کر دیا...... توقع نہ تھی کہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ کی بے ربط سی گفتگو کے علاوہ کچھ ہو سکے گا کہ طبیعت پر مسلسل سفر کا اثر اب اپنا کام دکھا رہا تھا...... لیکن اللہ نے کرم فرمایا اور ایک گھنٹے سے زاید کا بیان ہو گیا...... اب جو ہم نے لوگوں سے کہا کہ آپ عصر سے بیٹھے ہیں تھک چکے ہوں گے لہذا اتنا بیان ہی کافی ہے اور ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں تو مطالبہ ہوا کہ نہیں کچھ اور بھی ہو جائے...... بہت عرصے بعد یہ محفل سجی ہے اس دور دراز علاقے میں کوئی عالم آتا ہی نہیں ...... اصرار پر مزید کچھ باتیں ہو گئیں...... اور پھر ہم خواب گاہ لے جائے گئے جہاں طعام کا اہتمام بھی تھا...... رات کو نیند سردی اور تھکاوٹ کی وجہ سے خوب آئی...... اور صبح ہم پھر ایک نئی منزل کی جانب روانہ ہو گئے......

اس سفر میں ہمیں ایک روز تفریح کے لئے ایک ایسے مقام پر لے جایا گیا جو ہمارے مری کے علاقہ جیسا ہو' بلند و بالا پہاڑیاں ...... ان پہاڑیوں کے بل کھاتے ہوئے روڈ' درختوں کی بہاریں اور راستہ میں ایک پارک جہاں مخصوص قسم کے پھولوں کی مخصوص خوشبو والے درخت قطار اندر قطار تھے ہر درخت کے نیچے جاپانیوں کی بڑی تعداد فیمیلو کے ساتھ موجود تھی...... بتایا گیا کہ یہ درخت...... سیکورا (Sakura)...... کے ہیں اور سیکورا یہاں کا قومی پھول اور درخت ہے ...... جاپانی شاعری میں اس کا تذکرہ ہماری کلیوں اور گلاب کی طرح ملتا ہے...... شعراء نے اس کے بارے میں اپنے اپنے جذبات کا اظہار ہر دور میں اور ہر زبان میں کیا ہے...... مثلاً انگریزی میں اس پھول کے بارے میں جذبات اور اس پر اشعار کا ترجمہ حسب ذیل صورت میں ملتا ہے......

Cherry blossoms became the most important flower of the poetry in the Heian period. The poetry of the Heian period was refined and elegant in the beauties of nature. A lot of noblemen made Sakura poems.

Looking at the Mountain Sakura in mist
I miss a person who looks at the Sakura
. . . . ~ Kino Tsurayuki

If there were no cherry blossoms in the world,

My mind would be peaceful.

. . . . ~ Fujiwara Norihira

Many old Japanese poets made graceful cherry blossom poetry. Viewing cherry blossoms was a happiness in their lives. People read the poetry and people told their mind in the cherry blossom poetry. Sakura became a mentality of blossoms for Japanese.

Saigyo is one of the great priests of the age.

سگایو جاپانیوں کا ایک مشہور پادری رمذہبی رہنما گزرا ہے.....سیکورا (چیری بلاسم) کے بارے میں وہ کہتا ہے:

Wishing to die under cherry blossoms in spring

Cherry blossom season in full moon time

. . . . ~ Saigyo

Sleeping under the trees on Yoshino mountain

The spring breeze wearing Cherry blossom petals

. . . . ~ Saigyo

یہاں کے لوگ اس درخت کو مذہبی اعتبار سے بھی باعث خیر و برکت خیال کرتے ہیں.....خاص بات یہ ہے کہ اس پر پھول سال میں ایک بار اور صرف چند دنوں کے لئے آتے ہیں.....اور اتفاق سے یہ موسم ان پھولوں کا تھا..........انہیں چیری بلاسم (Cherry blossom) کے پھول بھی کہا جاتا ہے..... نہ جانے کیوں ہمارے ہاں پالش کی ڈبیا پر..... چیری بلاسم چمکے ہر دم..... کا اشتہار چھپا ہوتا ہے۔کیا پالش چیری بلاسم کے درخت' پتوں یا چھال یا گوند سے بنتی ہے.....؟

ہم نے دیکھا کہ درخت پھولوں سے لدے ہیں اور پتے ان میں یا تو ہیں نہیں یا بہت ہی کم ہیں جو پھولوں میں دب کر رہ گئے ہیں..... یہ فیوجی (Fuji) کا پہاڑی علاقہ تھا ہم نے فیوجی کا نام کیمروں میں استعمال ہونے والی فلموں کے ڈبوں پر پاکستان میں اکثر لکھا دیکھا تھا.....راستے میں ہم نے فیوجی کی فیکٹری بھی دیکھی جو بڑے ہی وسیع علاقہ پر محیط تھی۔جاپان کی بلند ترین پہاڑیوں میں سے ایک' فیوجی کی پہاڑی ہے یہ ۳۷۷۶ میٹرز بلند ہے.....اور ہم جس پہاڑی پر جا رہے تھے وہ اس کے قریب کی پہاڑی تھی جہاں ہم.....قدرت خدا کی دیکھ کر حیران رہ گئے.....کہ اس بلند و بالا پہاڑی کی چوٹی

پر ایک جھیل ہے جو اتنی طویل و عریض اور عمیق ہے کہ اس میں بڑی بڑی جہازی سائز کی کشتیاں رواں دواں ہیں ......لوگ ان میں بیٹھ کر سیر کرتے ہیں ......اللہ کی قدرت دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلا ......سبحان اللہ...................... وتری الفلک فیہ مواخر لتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون...... (اور تم دیکھتے ہو ان کشتیوں کو پانی میں کہ اسے چیرتی شور مچاتی چلی جارہی ہیں تاکہ تم تلاش کرو اس کے فضل کو اور تاکہ تم شکر ادا کرو) اتنی بلندی پر جھیل اور جھیل بھی ایسی کہ جس میں کشتی رانی ہوتی ہو......ایسی جھیلیں دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ کی قدرت کے آثار کے طور پر پائی جاتی ہیں......کاش کہ کوئی انہیں دیکھے اور اپنے رب کو پہچاننے کی کوشش کرے......(جاری ہے......)

جواہر پارے

سچائی......................عزت ہے

جھوٹ......................عجز ہے

رازداری......................امانت ہے

حق جوار......................قرابت ہے

امداد،......................دوستی ہے

عمل......................تجربہ ہے

حسن خلق......................عبادت ہے

خاموشی......................زینت ہے

بخل......................فقر ہے

سخاوت......................دولت مندی ہے

نرمی......................عقل مندی ہے